باب۔62

وسیلہ

☆ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۔

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ بہ حکمِ خدا اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر انھوں نے اپنا بُرا کیا تھا (اپنی تباہی و بربادی کر دی تھی) تو تمھارے پاس آتے، پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے، تو اللہ کو تواب اور رحیم پاتے۔(سورۃ النساء: آیت 64)

☆ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ سے ملنے کے ذریعے ڈھونڈو اور راہِ خدا میں جہاد کرو، (ایسا کروگے) تو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ المآئدہ: آیت 35)

صاحبو! آج کل بزرگوں سے اعراض و رُوگردانی (repulsion & dislike) کی ہوا چل رہی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرشد کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ بس ہے۔ اسی سے براہ راست مانگو۔ کوئی اس آیت پر غور کرے اور وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُولُ کو سمجھے کہ پیغمبر کے بھی دعائے مغفرت دینے کی کیا ضرورت تھی؟ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ تو تھا ہی یہ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ کیوں۔۔۔؟ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھی یعقوب علیہ السلام سے دعائے مغفرت چاہی تھی۔ یہ سب کیوں۔۔۔؟ صاحبو! یہ ایک طرح کی توسل ہے، استمداد ہے، seeking assistance ہے۔ تم اول اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے کے قابل منہ تو بناؤ پھر اس دربارِ پُر انوار تک جانے کی جرأت کرنا۔

محبوبِ خدا سے پھیر کے منھ
اللہ کو شکل دکھانا کیسا

دراصل ان لوگوں کے دلوں میں نہ پیغمبر کی عظمت ہے نہ اس کی محبت۔ یہ لوگ شفاعتِ نبوت سے محروم ہیں اور رحمتِ ربوبیت سے مردود۔ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ، یاد رکھو! یہی کھلا خسارہ ہے،(سورۃالزمر: آیت 15)۔

صاحبو! اوپر بیان کردہ سورۃ المائدہ کی آیت 35 پر غور کرو۔ اس میں پہلے حکم دیا گیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ جتنے باطل نقوش دل پر نقش ہوگئے ہیں انہیں مٹادو۔ حرام چیزوں اور مکروہات سے بچو۔ خواہشاتِ نفسانی کے دیوتاؤں کو دل کے مندر سے نکالو۔ ممنوعات سے احتراز کرو۔ چوری، رشوت خوری، سود خوری، ریاکاری، تکبر اور خود پسندی سے بچو۔ جب تک بُری باتوں سے آئینۂ دل صاف نہ ہوگا، مقصود کی صورت ہرگز نظر نہ آئے گی۔

روئے حبیب آئے نظر کس طرح کہ ہو
شیرازۂ خیال پریشاں کئے ہوئے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ، اس سے ملنے کے لیے وسیلے ڈھونڈو۔ تمام نیک کام اللہ سے ملنے کے وسیلے ہیں۔ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکواۃ دو۔ ہر قسم کے نیک کام کرو مگر سب سے بڑی چیز اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا، اس کو ایمان نہیں ملتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جان سے، اس کے ماں باپ سے اس کی اولاد سے، اس کے مال سے اور ساری دنیا سے عزیز تر نہ ہو جائیں۔

آج کل دین کے، نبی کریمؐ کی محبت کے، اور اولیائے کرام کی محبت کے ڈاکو زوروں پر ہیں۔ اس عظیم الشان نسبت کی ڈوری کو منقطع کر دیتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو جس کو چاہے اس کے ساتھ، تو جس کو چاہے اس کے ساتھ"۔۔۔ چنانچہ انہیں چاہیے کہ وہ ہمیشہ اس دعا کو پیشِ نظر رکھیں اور اس کو وردِ زبان بنائیں، جس کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، صحیح ابن خزیمہ، حاکم بیہقی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَکَ یَا حَبِیْبَنَا یَا مُحَمَّدْ۔
اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ۔
اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیْنَا بِجَاهِهٖ عِنْدَکَ۔

اے عاشقانِ رسولؐ! تم ابن عمرؓ اور ابن عمرو ابن العاصؓ کی اتباع میں یارَسُوْلَ اللّٰہِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پکارتے رہو۔ یَامُحَمَّدٌ کو وردِ زبان رکھو۔ دعا کرتے رہو کہ اللہ تم کو، ہم کو، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دے۔ ان کے دوستوں کی محبت دے۔ ان کی یاد میں مست رکھے۔ یہ رشتۂ محبت، تم کو خدا تک پہنچا دیگا۔

دیکھو! سورۃ المآئدہ کی اس آیت 35 کے آخر میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ راہِ خدا میں خوب جدوجہد کرو۔ اپنی جان لڑادو۔ اللہ کے واسطے مارنے مرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بے معنی الفاظ اور نِرے دعوے ہی دعوے سے کیا ہوتا ہے؟ کچھ کام بھی تو کرو۔ سو گز واروں ایک گز نہ پھاڑوں، کیا کام آسکتا ہے؟ ہر دعوے کی دلیل ہوتی ہے۔ بے دلیل دعویٰ، کام نہیں آتا۔ یہ کیا ہے کہ اللہ اور رسول کی محبت کا دعویٰ اور کام کرنے سے دور؟ محنت سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ جو کسی کو چاہتا ہے تو رات دن اسی کے ذکر میں رہتا ہے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو پھر ان کی اتباع سے بھاگتے بھی ہو۔ صاحبو کچھ تو کرو۔۔۔!

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

(خلافِ پیغمبر کوئی کیسے جاسکتا ہے۔ کہ ہرگز اپنی منزل پر نہ پہنچے گا)

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 5 صفحہ 47،48 اور پارہ 6 صفحہ 79،80}

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

صاحبو! آج کل کیا ہو رہا ہے۔ اول تو لوگ نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے آتے ہی کم ہیں۔ جو آتے ہیں وہ خبر رکھتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ کب شروع ہو گا۔ اور نماز شروع ہونے کے وقت آجاتے ہیں۔ آتے ہیں تو کس طور سے؟ ۔۔۔ شیروانی یا واسکٹ اتار دیتے ہیں۔ حالانکہ (سورۃ الاعراف : آیت 31 میں) خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ کا حکم ہے ، یعنی آراستہ ہو کر نماز کو جاؤ۔ دیر سے آتے ہیں اور لوگوں کو پھلانگتے اور دھکے دیتے ہوئے اگلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صف بندی ہوتی ہے تو بازو سے بازو لگا کر کھڑے نہیں ہوتے۔ حکم تو یہ ہے کہ مضبوط دیوار بن کر کھڑے رہو۔ خیر ، فرض نماز تو کسی طور ہو چکی۔ واپس ہونے والوں کا حال یہ ہے کہ لوگ راستہ ہی نہیں دیتے جس کے نتیجے میں بعض تو لوگوں کو کھندلتے اور دھکے دیتے ہوئے نکلتے ہیں۔ پھر لیکچر اور اسپیچ سننے کے ایسے شوقین کہ مقرر اور اسپیکر کے پاس پہنچ گئے۔ ایک پکارتا ہے، نعرۂ تکبیر ، اور دوسرے ہیں کہ اللہ اکبر کا نعرہ مارتے ہیں۔ اس خطبے اور لیکچر سے کیا فائدہ ہوا؟ پوچھو تو کہا جاتا ہے، واہ کیا تقریر تھی، کیسا خطاب تھا، کیا لیکچر تھا کہ سب لوگ عش عش کر رہے تھے۔ آخر خطیب صاحب نے کہا کیا؟ ۔۔۔ خطیب صاحب نے فرمایا۔ مسلمانو! چندہ دو۔ یہ آواز ایسی ہے کہ کسی کو ذرا پسند نہ آئی۔ اچھا! چندہ جمع ہوا۔ اس کا کچھ حساب و کتاب ہے؟ کچھ جمع و خرچ ہے؟ کسی کھاتے میں اس کا ذکر ہے؟ جواب ملتا ہے کہ آپ لوگ بڑے بدگمان ہیں۔ ہمارے مقرر صاحب لائقِ اعتماد ہیں۔ جو کچھ جمع کرتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ بہتر اور عمدہ مصرف میں ہی لگایا جائے گا۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ 28 صفحہ 57}

یاد رکھو کہ تعصب جدا چیز ہے اور عصبیت جدا چیز۔ ناجائز تائید کا نام ، تعصب ہے۔ اور جائز حمایت ، عصبیت ہے۔ دنیا کے کام عصبیت ہی پر چلتے ہیں۔ ہر قوم اپنے نظام کو اچھا سمجھتی ہے اور اس کی حفاظت اپنا فرض جانتی ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ 1 صفحہ 14}